بسم اللہ الرحمن الرحیم

وضو میں گٹوں تک ہاتھ دوبارہ دھونے کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضو کے شروع میں گٹوں تک ہاتھ دھونے کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا جب پورا بازو کہنیوں تک دھویا جائے گا تو گٹوں تک ہاتھ دوبارہ پھر دھونے ہوں گے؟

جواب

وضو کے شروع میں دونوں ہاتھوں کو کلائیوں (گٹوں) تک تین مرتبہ دھونا سنت ہے، اس دھونے میں گٹے شامل ہیں۔ البتہ اس کی مختلف صورتوں کے الگ الگ احکام ہیں جو درج ذیل ہیں: (1) اگر بدن پر کوئی ایسی نجاست موجود ہو، جس تک ہاتھوں کے پہنچنے کا احتمال ہو تو ہاتھ دھونا سنتِ مؤکدہ ہے، چاہے انسان سو کر نہ اٹھا ہو۔ یونہی اگر سو کر اٹھا اور نجاست کا بھی احتمال ہو یعنی دونوں باتیں جمع ہوں تو بھی سنت مؤکدہ ہے۔ (2) اگر بدن پر کوئی نجاست نہیں یا نجاست ہے مگر وہاں تک ہاتھ نہ پہنچنے کا یقین ہے تو ہاتھ دھونا سنتِ غیر مؤکدہ ہے۔

(3) اگر ہاتھوں پر نجاست لگی ہونا، یقینی طور پر معلوم ہو، تو حسب مقدار دھونا واجب ہے۔

رہی بات بازوؤں کو کہنیوں سمیت دھونے کے وقت دوبارہ ہاتھ گٹوں تک دھونے کی تو دوبارہ ہاتھوں کو دھونا بھی سنت ہے؛ کیونکہ وضو کے شروع میں ہاتھ دھونے سے فرض تو ساقط ہو جاتا ہے، لیکن مسنون غسل (گٹوں تک ہاتھ دھونے) کے ضمن میں ساقط ہوتا ہے، لہٰذا بازو دھوتے وقت ہاتھوں کو دوبارہ دھونا سنت ہوگا، تاکہ آدمی فرض کو باقاعدہ اس کی نیت کے ساتھ ادا کرنے والا بن جائے۔

وضو کی ابتدا میں ہاتھ دھونے کے متعلق علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ثم اعلم أن الابتداء بغسل اليدين واجب إذا كانت النجاسة محققة فيهما وسنة عند ابتداء الوضوء كما ذكرنا وسنة مؤكدة عند توهم النجاسة" ترجمہ: یعنی: جان لیجئے کہ جب دونوں ہاتھوں میں نجاست لگی ہو تو دونوں ہاتھوں کو دھونے کے ساتھ وضو کی ابتدا کرنا واجب ہے اور (عام حالات میں وضو کی ابتدا میں ہاتھ دھونا سنت (غیر مؤکدہ) ہے، جیسا کہ ہم نے ماقبل میں ذکر کر دیا۔ اور (اگر) ہاتھوں میں نجاست لگنے کا وھم ہو تو ہاتھوں کو دھونا سنت مؤکدہ ہے۔ (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، جلد 01، صفحہ 18، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی، بیروت)

تنویر الابصار ودر مختار میں ہے: "(و) البداءة (بغسل اليدين)... (إلى الرسغين)... (وهو) سنة كما أن الفاتحة واجبة (ينوب عن الفرض) <u>ويسن غسلها أيضا مع الذراعين</u>" ترجمہ: اور وضو کی ابتدا ہاتھوں کو دھونے سے ہوتی ہے کلائیوں تک۔ اور یہ ہاتھ

دھونا سنت ہے جیسا کہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے، جو فرض کی جگہ کفایت کرتی ہے۔ اور بازوؤں کو دھوتے وقت ہاتھوں کو دوبارہ بھی دھونا سنت ہے۔

اس قول "وهو سنة" کے تحت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "(قوله: وهو سنة) أراد بها مطلقها الشامل للمؤكدة وغيرها: أي لأنه عند توهم النجاسة سنة مؤكدة، وعند عدمه غير مؤكدة كما قدمنا۔۔۔۔۔ وحاصله أن الفرض سقط لكن في ضمن الغسل المسنون لا قصدا، والفرض إنما يثاب عليه إذا أتى به على قصد الفرضية؛ كمن عليه جنابة قد نسيها واغتسل للجمعة مثلا فإنه يرتفع حدثه ضمنا ولا يثاب ثواب الفرض وهو غسل الجنابة ما لم ينوه لأنه لا ثواب إلا بالنية، وحينئذ فيسن أن يعيد غسل اليدين عند غسل الذراعين ليكون آتيا بالفرض قصدا، ولا ينوب الغسل الأول منابه من هذه الجهة وإن ناب منابه من حيث إنه لو لم يعده سقط الفرض كما يسقط لو لم ينو أصلا" ترجمہ: (مصنف کا قول) اور یہ سنت ہے اس سے ان کی مراد مطلق سنت ہے جو مؤکدہ اور غیر مؤکدہ دونوں کو شامل ہے۔ یعنی جب نجاست کا گمان ہو تو یہ سنت مؤکدہ ہے اور جب نجاست کا گمان نہ ہو تو سنت غیر مؤکدہ ہے، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔۔۔ خلاصہ یہ ہے کہ فرض تو ساقط ہو جاتا ہے، لیکن مسنون غسل کے ضمن میں ساقط ہوتا ہے، قصداً فرض کی ادائیگی کے طور پر نہیں۔ اور فرض کا ثواب اسی وقت ملتا ہے جب آدمی اسے فرض سمجھ کر اس کی نیت سے ادا کرے۔ جیسے کسی شخص پر غسلِ جنابت فرض تھا، لیکن وہ اپنی جنابت بھول گیا اور صرف غسلِ جمعہ کی نیت سے غسل کر لیا۔ تو اس غسل کے ضمن میں اس کی جنابت بھی ختم ہو جائے گی، لیکن اسے غسلِ جنابت کا فرضی ثواب نہیں ملے گا، جب تک اس نے جنابت کے غسل کی نیت نہ کی ہو؛ کیونکہ نیت کے بغیر ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس بنا پر بازو دھوتے وقت ہاتھوں کو دوبارہ دھونا سنت ہوگا، تاکہ آدمی فرض کو باقاعدہ اس کی نیت کے ساتھ ادا کرنے والا بن جائے۔ اور پہلا دھونا اس جہت سے فرض کے قائم مقام نہیں ہوگا اگرچہ اس حیثیت سے کفایت کر جائے گا کہ اگر دوبارہ نہ دھویا جائے تو فرض ساقط ہو جائے گا۔ (درمختار مع ردالمحتار ملتقطا، جلد 01، صفحہ 228-232، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "پیش از استنجا تین بار دونوں ہاتھ کلائیوں تک دھونا مطلقاً سنّت ہے اگرچہ سوتے سے نہ جاگا ہو یہ اُس سنّت سے جُدا ہے کہ وضو کی ابتدا میں تین تین بار ہاتھ دھوئے جاتے ہیں، سنّت یوں ہے کہ تین بار ہاتھ دھو کر استنجا کرے پھر آغاز وضو میں بار دیگر تین بار دھوئے پھر منہ دھونے کے بعد جو ہاتھ کہنیوں تک دھوئے گا اُس میں ناخن دست سے کہنیوں کے اوپر تک دھوئے تو دونوں کف دست تین مرتبہ دھوئے جائیں گے ہر مرتبہ تین تین بار۔ اخیر کے دونوں داخل حساب وضو ہیں اور اوّل خارج، ہاں اگر استنجا کرنا نہ ہو تو دو ہی مرتبہ تین تین بار دھونا رہے گا۔۔۔۔۔ بدن پر کوئی نجاست ہو مثلاً تر خارش ہے یا زخم یا پھوڑا یا پیشاب کے بعد بے استنجا سو رہا کہ پسینہ آکر تری پہنچنے کا احتمال ہے جب تو گٹوں تک ہاتھ پہلے دھونا سنت مؤکدہ ہے اگرچہ سویا نہ ہو جب کہ ہاتھ کا اس نجاست پر پہنچنا محتمل ہو اور اگر بدن پر نجاست نہیں تو ان کا دھونا سنت ہے مگر مؤکدہ نہیں اگرچہ سو کر اٹھا ہو یوں ہی اگر نجاست ہے اور اس پر ہاتھ نہ پہنچنا معلوم ہے یعنی جاگ رہا ہے اور یاد ہے کہ ہاتھ وہاں تک نہ پہنچے تو اس صورت میں بھی سنت مؤکدہ نہیں۔ ہاں سنت مطلقا ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 01، حصہ ب، صفحہ 799،800، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اقول: وھو معنی قول الفتح قیل سنۃ مطلقا للمستیقظ وغیرہ وھو الاولی نعم مع **الاستیقاظ وتوھم النجاسۃ السنۃ اٰکد اھ فاراد بالواو الاجتماع لترتب الحکم** لا مجرد التشریک فی ترتبہ وان کان کلامہ مطلقا فی المستیقظ وغیرہ والتوھم غیر مختص بالمستیقظ علی ان السنن الغیر المؤکدۃ بعضھا اٰکد من بعض فافھم“

ترجمہ: اقول یہی فتح القدیر کی اس عبارت کا بھی معنی ہے کہ: کہا گیا نیند سے اٹھنے والے اور اس کے علاوہ کے لئے یہ مطلقا سنت ہے اور یہی قول اولیٰ ہے، ہاں نیند سے اٹھنے اور نجاست کا احتمال ہونے کی صورت میں سنّت زیادہ مؤکد ہے اھ۔ واؤ (اور) سے ان کی مراد یہ ہے کہ نیند سے اٹھنا اور نجاست کا احتمال ہونا دونوں باتیں جمع ہوں تو سنت مؤکدہ ہے۔ یہ مراد نہیں کہ نیند سے اٹھے جب بھی سنّتِ مؤکدہ اور احتمالِ نجاست ہو جب بھی سُنّتِ مؤکدہ اگرچہ ان کا کلام نیند سے اٹھنے والے اور اس کے علاوہ کے حق میں مطلق ہے اور احتمالِ نجاست ہونا نیند سے اٹھنے والے ہی کے لئے خاص نہیں۔ علاوہ ازیں سُنَنِ غیر مؤکدہ میں بعض سنّتیں بعض دیگر کی بہ نسبت زیادہ مؤکد ہوتی ہیں۔ تو اسے سمجھو۔ (فتاوی رضویہ، جلد 01، حصہ ب، صفحہ 804، 803، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

دونوں ہاتھ دھوتے وقت کلائیاں (گٹے) دھونے میں شامل ہیں، چنانچہ السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ للکنوی میں ہے: ”ان الظاهر في قولهم الى رسغيه دخول الغاية تحت المغيا على حسب القاعده التي مضت والرسغ بضم الراء المهملة ثم الغين المعجمة اوبضمتين ملتقى عظم الكف والذراع كمافي القاموس وغيره“ ترجمہ: بے شک فقہاء کے قول ”گٹوں تک“ سے ظاہر ہے کہ غایت (یعنی گٹے) مغیا (یعنی دھونے کے حکم) میں داخل ہے، اس قاعدہ کے مطابق جس کا ذکر گزر چکا۔ اور لفظ ”الرُّسْغ“ راء کے پیش اور غین کے سکون کے ساتھ (رُسْغ)، یا دونوں حرفوں پر پیش کے ساتھ (رُسُغ)۔ ہاتھ کی ہتھیلی اور کلائی کی ہڈی کے ملنے کی جگہ کو کہتے ہیں، جیسا کہ القاموس اور دیگر لغت کی کتابوں میں ہے۔ (السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ، صفحہ 105، مطبوعہ المطبع المصطفائی)

بہار شریعت میں وضو کی سنتوں کے بیان میں ہے: ”اور شروع یوں کرے کہ پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھوئے۔“ (بہار شریعت، جلد 01، حصہ 02، صفحہ 293، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد شفیق عطاری مدنی

فتوی نمبر: FatwaQA-009

تاریخ اجراء: 06 ربیع الاول 1448ھ/20 اگست 2026ء